میڈیا اور اسلام

نشر اشاعت وپرنٹ میڈیا شرعی تناظر میں

مولانا مفتی محمد عثمان بستوی

مدرسہ ریاض العلوم جونپور یوپی انڈیا

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریمo

امابعد: ٹی وی اور انٹرنیٹ جب بند پڑے ہوں تو یہ لوہے اور شیشے سے ایک ایک آلہ محض ہے اس کے اندر نہ تو ذاتی کوئی چیز ہے اور نہ ہی ذاتی کوئی شر لیکن جب یہ چل رہے ہوں تو بیک وقت اس کی مختلف حیثیت سامنے آتی ہے، جو مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر۱: دور دراز کی آواز پہونچانے میں یہ ٹیلی فون اور ریڈیو کے مثل ہیں۔

نمبر۲: شکل وصورت دکھانے میں آئینہ کے مثل ہیں۔

نمبر۳: ناچ گانے سنانے اور عریاں وفحش مناظر دکھانے میں ٹیپ ریکارڈ گراموفون وفلم کے مثل ہیں۔

لہٰذا انکی شرعی نوعیت واضح کرنے کے لئے ٹیلی فون ریڈیو گراموفون ٹیپ ریکارڈ فلم ۔تصاویر وعکس تصاویر کے احکامات کو سامنے رکھا گیا ہے۔اور حضرات اکابر کی تحریرات وفتاوے سے استفادہ کر کے نجم متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

یہ تحریر نہ تو کوئی فتویٰ ہے۔اور نہ ہی اس کے اعتراض یا کسی فتوے کی تائید وتصویر مقصود ہے۔ بلکہ ایک رجھے ہوئے مختلف فیہ مسئلہ کو حل کرنے کی ایک سنجیدہ کوشش اور ایک علمی ونظریاتی بحث ہے وبس۔

اور جب تک ماہر متدین علماء کرام کا ٹی وی کے کسی ایک حکم پر اتفاق نہیں ہو جاتا ہے۔اس وقت تک ٹی وی کو بحالت موجودہ مفاسد کشیدہ کی وجہ سے ناجائز ہی خیال کیا جائے۔ فقط واللہ الموفق للصواب

نمبر شمار	موضوع	نمبر شمار	موضوع
۱	تصویر کی تعریف	۲	تصویر کے بارے میں مذاہب فقہاء
۳	ناقص تصویر کا حکم	۴	کیمرے کی تصویر کا حکم
۵	ڈیجیٹل کیمرے کی تصاویر	۶	وہ تصاویر جن کی حرمت پر اتفاق ہے۔
۷	وہ تصاویر جن کی حرمت مختلف فیہ ہے۔	۸	وہ تصاویر جن کا استعمال جائز ہے۔
۹	ٹیلی ویژن پر پیش کی جانے والی تصاویر	۱۰	تصویر دیکھنے کا حکم
۱۱	عورت کا عکس دیکھنا	۱۲	عورت کا مرد کی تصویر دیکھنا
۱۳	عورت کی آواز وکلام کا حکم	۱۴	ٹی وی پر عورت کی آواز

۱۵ حکم قطعی کی تعریف
۱۶ حکم ظنی کی تعریف
۱۷ ضرورت کی تعریف
۱۸ تصویر کی حرمت متا قطعی ہے یا ظنی
۱۹ اضطرار کی تعریف
۲۰ حاجت کی تعریف
۲۱ ضرورت و اضطرار کا حکم
۲۲ حاجت کا حکم
۲۳ ذرائع ابلاغ کا حکم
۲۴ نشر و اشاعت کے اہم اصول
۲۵ آلات جدیدہ کے اقسام و احکام
۲۶ ٹیلی ویژن کی غیر معمولی و اہم خصوصیات
۲۷ خلاصۂ جواب
۲۸ مراجع و مصادر

تصویر کی تعریف:

تصویر شریعت میں کسی حیوان کا ایسا نمونہ تیار کرنے کا نام ہے جو اس حیوان کی پوری شکل واضح کر دے۔ وہ نمونہ خواہ مجسم ہو یا مسطح سایہ دار ہو یا غیر سایہ دار کمانی (موسوعۃ الفقھیۃ ص ۹۴-۹۳/۱۲)

الصور ة وهی ما يصنع علىٰ مثل الحيوان (معجم المصطحات والا لفا ظ الفقهيه عن شرح الز رقان ص ، ۴/۳۶۶) علىٰ موطاامام مطالبے)(مذاهب الا ئمة والفقهاء).

(۱) ذی روح کی مجسم تصاویر کی حرمت پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔

(۲) ذی روح کی غیر مجسم تصاویر کی حرمت پر ائمہ ثلاثہ احناف، شوافع، حنابلہ، رحمہم اللہ تعالیٰ کا اتفاق ہے۔ اور امام مالکؒ سے بھی ایک روایت جمہور کے موافق منقول ہے۔

(۳) دوسری روایت میں امام مالکؒ سے غیر مجسم تصاویر کا جواز بکراہت تنزیہی منقول ہے۔

بہت سے علماء مالکیہ نے اسی روایت کو اختیار کیا ہے۔ اور بعض نے بلا کراہت جائز کہا ہے۔

(درس ترمذی ص ، ۵/۳۴۷) (احسن الفتاویٰ ص ۸/۴۲۵)

فالحاصل ان المنع من انحا ذا الصور مجمع عليه فيما بين الا ئمة الاربعة اذا كا نت مجسدة اما غير المسجدة منها فا تفق الا ئمة الثلا ثة علىٰ حر متها ايضاً ..

والمختار عن الا ئمة المالكية كراهتها لكن ذهب بعض الما لكية الىٰ جواز ها (تكلملة فتح الملهم ص ۴/۱۵۹) ومثلة فى فتح البارى ص ، ۱۰/۳۹۱) وحاشية الدسوقى ص۲/۳۳۸ وغيرها.

وكان ابو هريرة يكره التصا وير مانصب منها وما بسط وكذا لک ما لک الا انه كا ن يكر هها تنز يها . ولا يراها محر مة. المغنى لا بن قدامة حنبلى ص ۷/۶)

دلائل: امام مالک اس حدیث (ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لاتدخل الملئکة بیتاً فیه صورة مسل الا رقماً فی ثوبٍ) سے استدلال کرتے ہیں کہ اس میں ایسی تصویر کا استثنٰی کیا گیا ہے جو کسی کپڑے پر نقش ہو اس سے معلوم ہوا کہ بے سایہ تصویر جائز ہے۔

اور جمہور فقہاء کی نہایت صریح دلیل حضرت عائشہؓ کا واقعہ ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے کمرے میں ایک پردہ لٹکا دیا تھا جس میں تصویریں نقش تھیں۔ جب آپ کمرے میں داخل ہوئے اور آپؐ کی نظر اس پر پڑی تو آپؐ رک گئے اور آپؐ نے اس پر نکیر فرمائی۔ بعض روایت میں ہے کہ آپؐ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ جب تک اس کو نہیں نکالو گی میں گھر میں داخل نہیں ہونگا۔ کیونکہ اس پر تصویر ہے۔

اب اس حدیث کی روشنی میں الا ما کان رقماً فی ثوبٍ والی حدیث میں لفظ رقم سے مراد ایسا نقش ہے۔ جس میں کسی ذی روح کی تصویر نہ ہو، لیکن مالکیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث کے راوی قاسم بن محمد ہیں اور قاسم بن محمد خود اس بات کے قائل ہیں کہ بے سایہ تصویر جائز ہے۔ اور حنفیہ کا اصول ہے کہ جہاں کوئی راوی اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف فتویٰ دے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ حدیث یا تو مؤول ہے یا منسوخ۔ (کما فی حسامی ص، ۷۶) لیکن تصویر کی حرمت پر بے شمار احادیث موجود ہے اور سب مطلق ہیں۔

ناقص تصویر کا حکم:

(۱) سر کٹی تصویر اگر چہ ہاتھ پاؤں وغیرہ موجود ہوں باتفاق ائمہ جائز ہے،

(۲) سر تو باقی ہو لیکن کوئی ایسا عضو کٹا ہو جس پر زندگی کا مدار ہوتا ہے، مثلاً پیٹ، سینہ تو ایسی تصویر میں علماء کا اختلاف ہے۔ یا مالکیہ، حنابلہ کے نزدیک جائز ہے اور شامی میں بھی یہی حکم مذکور ہے۔ شوافع کے راجح قول میں نا جائز ہے اور جواز کا قول مرجوع ہے۔

(۳) ایسا عضو کٹا ہو جس پر زندگی کا مدار نہ ہو مثلاً ہاتھ، پاؤں، ناک، کان تو ایسی تصویر بالاتفاق نا جائز ہے۔

دلیل: والحا صل أنه یحرمه تصویر حیوان عاقل وغیره اذا کان کامل الا عضاء اذا کان یدوم اجماعاً وکذا ان لم یدم علی الراجح کتصویره من نحو قشر بطیخ ویحرم النظر الیه اذا انظرا لمحرم حرام بخلاف ناقص عضو فیباح النظر الیه وغیر ذی ظل کا لمنقوش فی حا ئط أو ورق فیکره اذا کان غیرمتمهنی والا فخلاف الا ولیٰ کالمنقوش فی الفرش . أما التصویر غیر الحیوان کشبرة وسفینة جائز قوله نا قص عضو مثله ما اذا کان مخروق البطن .(حا ئیة الدسوقی ص، ۲/۳۳۸)

وان قطع منه مالا یبقی الحیوان بعد ذها به کصدره وبطنه أو جعل له رأس منفصل عن بدنه لم ید خل تحت النهی لأن الصورة لا بتقی بعد ذهابه کفطع الرأس وان کان الظا هر یبقی الحیوان بعده کا لعین والرجل والید فهو صورة داخلة تحت النهی فی الرأ او مقطوعة الرأس أو الو م أو ممحوة عضو لا تعیش بدونه وفی الرّد

(المغنی لان قطر ہ حنبلی ص ۷ ، ج ۷)

(أو ممحوة عضو الزم نعميم بعد تخصيص ، وهل مثل ذالک مالو کانت مشقو بة البطن مثلاً ؟

والظا هرأته لو کان الثغب کبیراً بظهر به نقصها فنعم ، وإ لا فلا وهذا مذهب الشا فعی ، اِ ختلفوا فیما اِذا کان المتطوع غیر الرأس وقد بقی البراس ، والراجح عند هم فی هذه الحالة التحریم . (الشا فی ص ۱۸ ۴ م زکریا ج ۲)(الموسو عة الفقهیه ص ۱۰۱، ج ۱۲)

کیمرہ کی تصویر:

(۱) کیمرہ کی تصویر کے بارے میں اکثر فقہاء تو یہ کہتے ہیں کہ آلے کے بدل جانے سے حکم نہیں بدلتا، یہ چیز پہلے ہاتھ سے بنائی جاتی تھی اب مشین سے بننے لگی ہے محض آلہ تبدیلی سے کسی چیز کی حلت اور حرمت پر فرق نہیں پڑتا۔ اگر تصاویر ناجائز ہیں خواہ ہاتھ سے بنائے گئے ہوں یا مشین سے دونوں ناجائز ہیں۔ البتہ مصر کے ایک مفتی علامہ شیخ محمد بخیطؒ جو عرصہ دراز تک مصر کے مفتی رہے ہیں بڑے عالم متقی تھے محض ہوا پرست نہیں تھے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ کیمرے سے لی جانی والی تصویر جائز ہے دلیل میں فرمایا کہ حدیث میں جس تصویر کی ممانعت کی گئی ہے اس کی علت مشابہت بخلق اللہ ہے اور اللہ کی تخلیق سے مشابہت اسی وقت ہوسکتی ہے جب کوئی شخص اپنے تصور اور تخلیل سے اور اپنے ذہن سے ہاتھ کے ذریعے کوئی صورت بنائے اور کیمرے کی تصویر میں تخلیل کا کوئی دخل نہیں ہوتا ہے بلکہ کیمرے کی تصویر میں یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی ایک مخلوق پہلے سے موجود ہے اس مخلوق کا عکس لیکر محفوظ کر لیا لہٰذا مشابہت بخلق اللہ نہیں پائی جاتی بلکہ یہ جس الظل جو کہ ناجائز نہیں مصر بلاد عرب کے بہت سے علماء نے اس بارے میں ان کی تائید بھی کی ہے لیکن علماء کی اکثریت نے اس زمانے میں بھی اور بعد میں بھی حصوصاً ہند و پاک کے علماء نے ان کے استدلال کو قبول نہیں کیا ہے، اور یہ کہ مشابہت بخلق اللہ ہر صورت میں متحقق ہو جاتی ہے چاہے کیمرے سے بنی ہو یا ہاتھ سے لہٰذا جمہور علماء کے نزدیک واضح یہی ہے کہ کیمرے کی تصویر کا وہی حکم ہے جو ہاتھ کی بنائی ہوئی کا حکم ہے۔ لہٰذا اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے، البتہ اس اختلاف سے ایک بات یہ سامنے آتی ہے کہ اسے جواز، عدم جواز دووجہ سے مجتہد فیہ معاملہ بن گیا ہے۔ ایک یہ کہ امام مالک کا اختلاف ہے دوسرے یہ کہ علامہ بخیط فتویٰ موجود ہے اگر چہ وہ فتویٰ ہمارے نزدیک درست نہیں۔ لیکن بہرحال ایک جدید شئی کے بارے میں متورع عالم کا قول موجود ہے اس لئے مسئلہ مجتہد فیہ بن گیا (درس ترمذی ج ۵، ص ۳۵۰)

نیز کیمرے کی تصویر اگر صرف نصف آلہ کی ہو پیٹ موجود نہ ہو تو مسئلہ میں مزید تخفیف ہو جائیگی۔ کیونکہ یہ حنابلہ کے یہاں بھی جائز ہے اور بعض شوافع واحناف کے نزدیک بھی "وإن قطع منه مالا يبقى الحيوان بعد ذهابه كصدر ه وبطنه لم يدخل تحت النهی" ،(المغنی ص ۷، ج ۷)

وإن غیرت مهیئتها أما بقطعها من نصفها أو بقطع رأسها فلا أمتنا ع (فتح الصماری ص ۳۹۲/ج ۱۰)

لو قطعت من ذی الروح لما عاش ول ذاک علی ابا حتہ ، فتح الباری ج ۱۰ ،ص ۳۹۵)

فی الدر. او مقطوعۃ الداس دوالوچہ رو محموقہ عضو لا تعیش بدونہ درمختار ج ۲ ، ص ۴۱۸)

ڈیجیٹل کیمرے کی تصویر:

جس کیمرے میں تصویر والے نیگیٹو نہیں ہوتے ہیں بلکہ اس میں صرف برقی شعائیں خاص ترتیب سے محفوظ ہوتی ہیں۔ جیسے ڈیجیٹل کیمرے کے جس کا حکم یہ ہے کہ جب تک وہ شعائیں کی کاغذ پر پرنٹ نہ ہوں اس وقت تک ان شعاؤں کو تصویر قرار دینے میں علماء کی دورائیں ہیں۔ ہماری تحقیق کے مطابق انہیں تصویر قرار دینے میں تامل ہے لیکن جب ان شعاؤں کو کسی کاغذ پر پرنٹ کیا جائے گا تو وہ تصویر کے حکم میں ہونگی۔ (فتوئی دارالعلوم کراچی ص مکتبہ ص ۱۷، ج ۲۴ ج)

وہ تصاویر جن کی حرمت پر اتفاق ہے:

وہ دو قسم کی ہیں۔ (۱) وہ تصاویر جن کی پرستش کی جاتی ہے جیسے بت۔

(۲) ذی روح کی مجسم غیر ممتھن تصاویر جس کے وہ تمام اعضاء موجو ہوں جو مدار حیات ہوتے ہیں۔ جو بہت چھوٹی اور بچوں کا کھلونا اور جلد خراب ہونے والی نہ ہوں۔ (کمافی موسوعۃ الفقھیۃ ص ۱۱۶، ج ۱۲)

وہ تصاویر جن کی حرمت میں اختلاف ہے:

(۱) غیر مجسم ہو۔ (۲) سر کے علاوہ کوئی ایسا عضو کٹا ہو جس سے حیات کا مدار ہوتا ہے۔ (۳) بچوں کے کھلونے۔

(۴) جلد خراب ہونے والی اشیاء مثلاً کھیرا، لکڑی وغیرہ کی تصویر، بعض مالکیہ کے نزدیک جائز ہے۔ (موسوعۃ الفقھیۃ ص ۱۱۷، ج ۱۲)

وہ تصاویر جن کا استعمال بالاتفاق جائز ہے:

(۱) پامال و ممتھن تصویریں مثلاً فرش کرسی، جوتے کے تلے وغیرہ بنی ہوں۔

(۲) اتنی چھوٹی تصویر کہ اگر وہ زمین پر رکھی ہو اور کوئی متوسط بینائی والا آدمی کھڑا ہو کہ دیکھے تو اعضاء کی تفصیل دکھائی نہ دے گا۔

(۳) وہ تصویر جو کسی چیز میں پوشیدہ ہو۔ (جواہر الفقہ ص ۲۰۱، ج ۳) (شرح تقایہ ص ۹۵)

(۴) وہ تصویر جس کا سر کٹا ہو۔

ٹیلی ویژن پر پیش کی جانے والی تصاویر:

ٹیلی ویژن پر پیش کی جانے والی تصاویر کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) پہلی قسم وہ ہے کہ ٹیلیویژن پر ایسی چیز دکھائی جائے جو پہلے سے تصویر کی شکل میں موجود ہے۔ اس کو بڑا کر کے ٹی وی کی اسکرین پر

دکھایا جارہا ہے، یہ تصویر نہیں بلکہ تصویر کا ظل اور سایہ ہے۔

''ومن الصّور غير الدائمة . ظل الشي اذا قابل احد مصادر الضؤ ومن الصور ء التلفوزنية فا نها تدوم مادام الشريطه متحر كافاذا وقف انتهت الصور ة المو سو عة الفقهية ''.(ص ۹۳ ،ج ۱۲۸)

(۲) دوسری قسم وہ ہے جس میں فلم کا واسطہ درمیان میں نہیں ہوتا۔ بلکہ براہ راست وہ چیز ٹیلی ویژن پر کاسٹ کی جاتی ہے۔مثلاً ایک آدمی ٹی وی اسٹیشن میں بیٹھا ہوا تقریر کررہا ہے۔ یا کسی اور جگہ تقریر کررہا ہے اور ٹی وی کیمرے کے ذریعے براہ راست اس کی تقریر اور اس کی تصویر ٹی وی اسکرین پر دکھائی جارہی ہے۔ درمیان میں فلم اور ریکارڈنگ کا کوئی واسطہ نہیں۔ یہ بھی تصویر کے حکم میں نہیں۔ کیونکہ تصویر وہ ہوتی ہے، جس کو کسی چیز علیٰ صفت الدوام ثابت اور مستقر کردیا جائے۔ لہٰذا اگر وہ تصویر علیٰ صفۃ الدوام کسی چیز علیٰ صفت الدوام ثابت اور مستقر نہیں ہے تو پھر وہ تصویر نہیں ہے، بلکہ وہ عکس ہے لہٰذا براہ راست دکھائے جانے والی تصویر عکس ہے تصویر نہیں۔مثلاً کوئی شخص یہاں سے دومیل دور ہے اور اس کے پاس ایک شیشہ ہے اس شیشہ کے ذریعے وہ یہاں کا منظر دیکھ رہا ہے، ظاہر ہے کہ وہ شخص دومیل دور بیٹھ کر شیشے میں یہاں کا عکس دیکھ رہا ہے، وہ تصویر نہیں دیکھ رہا ہے، اس لئے کہ یہ عکس کسی جگہ پر ثابت اور مستقر علیٰ صفت الدوام نہیں بالکل اسی طرح براہ راست ٹیلی کاسٹ کرنے کی صورت میں برقی ذرات کے ذریعہ انسان کی صورت کے ذرات منتقل کئے جاتے ہیں پھر ان کو اسکرین کے ذریعہ دکھایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ عکس ہے تصویر نہیں۔

(۳) تیسری قسم وہ ہے کہ جو ویڈیو کیسٹ کے ذریعہ دکھائی جاتی ہے۔ یعنی ایک تقریر اور اس کی تصاویر کے ذرات کو لے کر ویڈیو کیسٹ میں محفوظ کرلیا۔ اور پھر ان ذرات کو اسی ترتیب سے چھوڑا تو پھر وہی منظر اور تصویر نظر آنے لگے۔ اس کو بھی تصویر کہنا مشکل ہے اس لئے کہ جو چیز ویڈیو کیسٹ میں محفوظ ہوتی ہے وہ صورۃ نہیں ہوتی بلکہ وہ برقی ذرات ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اگر ویڈیو کیسٹ کی ریل کو خوردبین لگا کر بھی دیکھا جائے تو اس میں نظر نہیں آئے گی۔ اس لئے یہ تیسری قسم بھی تصویر کے حکم میں نہیں آتی۔ (درس ترمذی ص ۳۵۱۔۳۵۲)

فی تكملة فتح الملهم . ان صورة التلفزيون والفير يو لا تسقر على شئ في مرحلة من المراحل الا اذا كان في صورة فيلم . فان كانت صورة الانسان حية بحيث تبد و على الشا مشة في نفس الوقت الذي يظهر فيه الانسان امام الكيمراء فان الصورة لا تسقر على الكيمراء ولا على الشا شة الا صلى وانما هي اجزاء ثم تنفى وتزول اما اذا احتفظ بالصورة في شريط الفيد يو فان الصورة لا تنقش على الشر يط وانما هي تحفظ الا جزاء الكيمر با تية التى ليس فيها صوحة فا ذا ظهرت هذه الا جزاء على الشا شة ظهرت مرة اخوىٰ بذالك الترتيب الطبع ولكن ليس لها ثيا ت ولامستقرا على الشا شة وانما هي تظهر وتفنى. فلا يبد وان هنا ك مرحلةمن المراحل تنقش فيها الصورة علىٰ شئى بصنفة مستقوة او دائمة وعلىٰ هذا متزين هذه الصورة فذلة الصورة المستقرة شكل .(تكلمة فتح الملهم ج ۴ ،ص ۱۶۷. ۱۶۸)

تصویر دیکھنے کا حکم:

جن تصاویر کا بنانا اور رکھنا ناجائز ہے۔ ان کا ارادہ اور قصد کے ساتھ دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ البتہ تبعاً نظر پڑ جائے تو مضائقہ نہیں جیسے کوئی اخبار یا کتاب مصور ہے، مقصود کتاب واخبار دیکھنا ہے۔ بلا ارادہ تصویر بھی سامنے آجاتی ہے، اس کا مضائقہ نہیں۔

(جواہر الفقہ ص۲۳۹، ج س۳)

عکسِ عورت کا دیکھنا:

فی الرد. لم أر مالو نظو الی الا جنیةمن المرأة اوالماء. وقد صرحوا فی حرمة المصا هرة بأ نها راتعشت بر وية فر ج من مرأ ة اوماء لا ن الـمـوئـی مثـالـه لا عيـنـه بخلاف مالو نظرمن ذجاج اوماء هی فيه لا ن البصرينفذفی الـذجـاج والـمـاء فيری ما فيه ومنها وهذا انه لا يحرمه نظرا لا جنية من المرأة اوالماء . الا ان يفوق بان حرمة المصاهر ة بـالـنـظـرونحوه مشدد فی شروطها. لا ن الا صل فيها الحل بخلاف النظر لا نه انما منع فيه خشية الفتنة والشهوة وذالک موجودهنا ورايت فی فتا وی ابن حجر من الشا فعيه ذكرخلافاًفيه خلا فاً بينهم ورحج الحرمة بنحو ما قلنا . (شامی ص ۵۳۴، ج ۹ مکتبه ز کریا)

حاصل یہ ہے کہ عورت کے عکس کا دیکھنا اندیشۂ فتنہ وشہوت کی وجہ سے ناجائز ہے۔

عورت کا مرد کی تصویر وغیرہ دیکھنا:

فـی الـدر وکـذا تنظرا المرآة الرجل كنظرالرجل للر جل ان امنت شهوتها فلو لم تامن اوخافت او شكت حرم استحساناً كالر جل هو الصحيح .

ناجائز تصویر خواہ مرد کی ہو خواہ عورت کی مرد دیکھے یا عورت فتنہ ہو یا نہ ہو۔ **(در مختار مع شامی ص ۵۳۳، ج ۲۹ زکریا)**

تصویر کے ناجائز ہونے کی وجہ سے اس کا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ **(لا ن النظرالی الحرام حرام حاشيه ج ۳ ، ص ۳)**

البتہ عکس دیکھنے میں فتنہ پر مدار ہے جس عکس کے دیکھنے میں فتنہ کا خطرہ ہو وہ عکس مرد کا ہو یا عورت کا مرد دیکھے یا عورت وہ ناجائز ہے۔ اور عکس میں فتنہ نہ ہو تو اس کا دیکھنا دونوں کے لئے جائز ہے۔ البتہ عورت کا عکس کے دیکھنے میں فتنے کا احتمال زیادہ ہے جیسے کہ عورت کا چہرہ دیکھنے میں اس لئے یہ ناجائز ہے۔

بخلاف مرد کا عکس دیکھنے میں کہ فتنے کا احتمال کم ہے جیسا کہ اس کا چہرہ دیکھنے میں اس لئے یہ جائز ہے۔ لیکن ایسے مناظر اور عکس جس کے دیکھنے سے فتنے کا اندیشہ ہو بہر حال ناجائز ہیں۔

عورت کی آواز وکلام کا حکم:

یٰنساء النبی لستنّ کا حد من النساء ان التقیتن فلا تخضعن بالقول .

اس حدیث میں عورتوں کی آواز اور کلام کے متعلق حکم ہے۔یعنی کسی غیر محرم سے پس پردہ بات کرنے کی ضرورت بھی پیش آئے تو کلام میں اس نزاکت اور لطافت کے لہجہ سے بتکلف پرہیز کیا جائے جو فطرتاً عورتوں کی آواز میں ہوتی ہے۔کلام کے متعلق جو ہدایت دی گئی ہے اس کو سننے کے بعد بعض امہات المومنین اگر غیر محرم سے کلام کرتیں تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیتیں تاکہ آواز بدل جائے اس لئے حضرت عمرو بن عاص کی ایک حدیث میں ہے کہ'' **ان النبی ﷺ نھی ان یتکلم النساء الا یا ذن ازوا جھن طبرانی**''. اس آیت اور حدیث سے مذکور اتنا تو ثابت ہوتا ہے کہ عورت کی آواز ستر میں داخل نہیں لیکن اس پر بھی احتیاطاً پابندی یہاں بھی لگادی۔اور تمام عبادات اور احکام میں اس کی رعایت کی گئی کہ عورت کا کلام چہری نہ ہو۔جس کو مرد سنیں الخ۔(معارف القران ص ۱۳۲، ج ۴)

ٹی وی پر عورت کی آواز:

فتنہ ہی کے سب سے عورت کو پس پردہ بھی نرم ونازک انداز سے گفتگو کرنے سے روک دیا گیا ہے۔لیکن عورت کا بولتا ہوا عکس ٹی وی اسکرین پر آتا ہے۔جس پر مندرجہ ذیل حدیث صادق آتی ہے۔کہ قیامت کے قریب میری امت کے کچھ لوگوں کی صورتیں مسخ کر کے بندر وخنزیر بنا دیا جائے گا۔وہ باجوں اور گانے والی عورتوں کے عادی ہو جائیں گے۔اور شراب پیا کریں گے۔یہ کی ویای گانی والی عورتیں اس کا فتنہ پس پردہ نرم لہجہ کی گفتگو سے بدر جہا بڑھا ہوتا ہے اس لئے ٹی وی پر عورت کی آواز سننا جائز نہیں۔

(حکم قطعی) وہ حکم ہے جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جس میں ثبوت ودلالت کے اعتبار سے کس قسم کا شبہ نہ ہو۔جیسے نصوص مغرہ ومحکمہ متواترہ ثابت شدہ حکم۔

(ماثبت بدلیل قطعی لا شیھة فیه . تیسیر الاوصول ص ۱۵۲) قطعی الثبوت والدلا لة کنصوص القران المفسرة زوالمحکمة والسنة المتواترة التی مفهومها قطعی . (شامی . ج ۱ م زکریا ،ص ۲۰۷)

القطعیة عبارة عن شئ لیس محلا لورو شبهة (صلا . رولهذا) لا تکو ن مختلفة با ختلاف الا راء .

(العا یة ص ۴۱ ،ج ۱)

حکم ظنی :وہ حکم ہے جو ایسی دلیل کے ذریعے ثابت ہو جس میں ثبوت یا دلالت کے اعتبار سے شبہ موجود ہو جیسے آیات مؤلہ یا اخبار واحدہ جس کا مفہوم قطعی یا ظنی ہو۔**(عما ثبت وجو به بد لیل فیه شبهة لکونه ظنی الدالا لة رو ظنی الثبوت . قواعد الفقهه ص ۵۳۹)**

(وفی الدر قطعی الثبوت ظنی الدلا لة کالا یا ت المؤولة. کا کا خبار الاحا دالتی مفهومها قطعی. کا خبار الا حادالتی مفهوم منها ظنی. شامی ص ۲۰۷ ، ج ۱ م زکریا)

حاصل: یہ ہے کہ دلائل منقولہ کل چار طرح کے ہوتے ہیں۔

نمبر ۱: قطعی الثبوت قطعی الدلالةنمبر ۲: ظنی الثبوت وقطی الدلالة نمبر ۳: قطعی الثبوت وظنی الدلالة نمبر ۴: ظنی الثبوت وظنی الدلالة (کما مرا نفاً)

قسم اول سے فرضیت اور حرمت کا ثبوت ہوگا۔ قسم ثانی اور ثالث سے واجب وکراہت تحریمی کا ثبوت ہوگا۔ اور قسم رابع سے استحباب وسنیت وکراہت تنزیہی کا ثبوت ہوگا۔

(کما فی ردالمحتار فیما لا ول یثبت الغدض والحرام . وبالثانی والثا لث ، الواجب و کراهت التحریم . وبالرابع السنت والمستحب. شامی ص ۲۰۷، ج ۱م ذکریا . العایة ص ۱۱۰، ج ۱)

تصویر کی حرمت قطعی یاظنی:

جس تصویر کی حرمت پر اجماع ہے مثلاً بت اس کی حرمت قطعی ہے اور جس تصویر کی حرمت مختلف فیہ ہے مثلاً غیر مجسم منقوش تصاویر، اس کی حرمت ظنی ہے قطعی نہیں، کیونکہ ان حرمت جن نصوص سے استدلال کیا جائے گا وہ عام مخصوص منہ البعض کی قبیل سے ہونگی اور عام مخصوص سے حکم قطعی کا نہیں بلکہ حکم ظنی کا ثبوت ہوتا ہے، اس لئے کہ عام مخصوص میں بعد تخصیص شبہ اور احتمال پیدا ہو جاتا ہے۔

ذهب اطهور الحنفية منهم ابوالحسن الكر خي وابو بكر حصاص رعا مة مشا ئخ العراقين وابو زيدالدبوسی واكثر مشائخ ماوراء النهم لبزدوی والمتا خرون كلهم الى ان دلا لته على كل فر د قطعية قبل التخصيص واما اذا دخله التخصيص ولو مرة فيكون ظيناً . وذالک اذا لم يكن المخصص دليل العقل والا لا يخرج عن كو نه قطعياً .(تيسرا لا وصول ص ۱۰۷ اصول الا شی)

(الضرورة)هی عند الا صو لين الا مورالتی لا يد منها فی قيام مصالح الدين والد نيا بحيث اذا فقد ت لم تجز مصالح الدين والدينا علی استقامة بل علی فساد وتهارج وفوت حيات وفی الآ خرة فوت النجاة والنعيم والرجوع بالخران . الضروريات وهی خمسة) حفظ الدين ۱ ، وحفظ النفس ۲، وحفظ العقل ۳، وحفظ النسب ۴، وحفظ المال ۵، (مصطحات والا نفا ظه الفقهه ص ۴۱۰ ج ۲)

ضرورت اہل اصول کی اصطلاح میں وہ امور کہلاتے ہیں جن پر دین ودنیا کے مصالح موقوف ہوں۔ کہ ان کے فوت ہونے سے مصالح دینی ودنیوی صحیح ودرست طریقہ پر انجام نہ پاسکیں بلکہ مثلاً جہاد کی مشروعیت، حفاظت دین وحفاظت نفس وحفاظت مال وغیرہ کے لئے ہوتی ہے۔

(الا ضطراء) هوا لخوف علیٰ النفس من الهلاک علما او ظنا او بلوغ الانسان حدا ان لم يتنا ول الممنوع يهلک هذا حدا لا ضطراء . (المصطحات والا لفاظ الفقهيه ص ۲۱۳ ، ج ۱)

جب جان کے ضیاع کا یقین یا ظن غالب ہو جائے یا انسان ایسی حالت میں پہنچ جائے کہ اگر ممنوع کا استعمال نہ کرے تو ہلاک ہو جائے۔

اس اصطلاح میں اضطرار کہا جاتا ہے۔

(الحاجة) بانها ما یفتقر الیه من حیث التو سعة ورفع للضیق المودی فی الغالب الی الحراج والمشقة الا حقه بقوت المطلوب فاذالم تراع دخل علی المکلفین علی الجملة الرج والمشقة قال الزر کشی وغیره. الحاجة. کالجائع الذی لو لم یجد ما اکل لم یهلک غیر انه یکون فی جهدو مشقة وهذا لا یبیح المعوم . والفرق بین الحاجة والضررة. ان الحاجة ان کانت حالة جهدو مشقة منهی دون الضرورة ومرتبتها ادنیٰ منها ولا یتاتی بفقدها الهلاک .(المصطلحات والا لفاظ الفقهیة ص ۵۴۹ ، ج ۱)

حاجت وہ امور کہلاتے ہیں جس کا انسان پیش آنے والی مشقت وتنگی کو دور کرنے کے لئے محتاج ہوتا ہے۔

(ضرورة واضطرار کا حکم)ضرورت واضطرار حضرات فقہاء کے نزدیک ایک ہی ہیں ۔کہ ممنوع چیز کو استعمال نہ کرتے تو ہلاک ہو جائے گا یا ہلاکت کے قریب یا ضروریات خمسہ میں کوئی فوت ہو جائے گا۔حالت ضرورت اور اضطرار میں حرام وممنوع چیزوں کا استعمال مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ جائز ہو جاتا ہے۔

نمبر۱:حرام چیز کے استعمال نہ کرنے کی صورت مین ضروریات خمسة مذکورہ میں سے کسی ایک کے ضیاع کا خطرہ ہو۔

نمبر۲:یہ خطرہ موہوم نہ ہو بلکہ یقین وظن غالب کے درجہ میں ہو۔

نمبر۳:اس حرام چیز کے استعمال سے پیش آمدہ ضرورت (اس ضروریات خمسہ) کے پورا ہونے کا یقین یا ظن غالب ہو۔

نمبر۴:حرام وممنوع چیز کے علاوہ اس ضرورت کو پوری کرنے والی حلال چیز میسر نہ ہو۔

نمبر۵:اس حرام چیز کو صرف اس قدر استعمال کیا جائے جس سے ضرورت پوری ہو جائے ۔(مستفاد فتاویٰ دار العلوم کراچی ۔مکتوبہ ۱۵/۷/۱۴۲۶ھ)

(حاجت کا حکم)

حاجت کے معنی یہ ہیں کہ اگر ممنوع چیز استعمال نہ کرے تو ضروریات خمسہ (نمبر۱دین، نمبر۲نفس، نمبر۳عقل، نمبر۴نسب، نمبر۵مال) کے ضیاع کا خطرہ تو نہیں لیکن مشقت اور حرج ضرور ہوگا۔اور کسی ناجائز چیز کے استعمال سے مشقت دور ہو سکتی ہے،تو اس کی بھی گنجائش ہے، بشرطیکہ اس سے کس صریح حکم کی مخالفت نہ ہو اور یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ کسی حکم کے بارے میں قرآن وحدیث میں کوئی صراحت نہ ہو اور اس کے ناجائز ہونے میں علماء کا اختلاف ہو ایسی صورت میں اگر چہ جائز ہونے کا قول مرجوح ہو لیکن حاجت کے وقت اس پر فتویٰ دیا جاسکتا ہے، مثلاً تصویر کی اجازت پاسپورٹ کے لئے شناختی کارڈ کے لئے یا مجرم کی شناخت وتعین کے لئے۔

(مستفاد فتاویٰ دار العلوم کراچی ۔مکتوبہ ۱۵/۷/۱۴۲۶ھ)

(ذرائع ابلاغ کا حکم)

ذرائع ابلاغ اخبارات وجرائد کی قبیل سے ہوں یا ریڈیو وانٹرنیٹ وغیرہ کی قبیل سے اپنے رنگ روپ میں اور اپنے بنیادی اصول کے مطابق ہوں تو بہت سے عظیم الشان فوائد کا مجموعہ بلکہ قومی اور اجتماعی زندگی کا رکن اعظم ہے۔(۱) یہ امت مسلمہ کے حالات سے آگاہی کا ذریعہ ہیں۔(۲) مسلمانوں کی قومی مشکلات ومظالم کو اس کے ذریعہ حکومت تک با آسانی پہنچایا جاسکتا ہے۔(۳) مسلمانوں کے حقوق کا مطالبہ با آسانی اس کے ذریعہ کیا جاسکتا ہے۔(۴) تبلیغی ضرورتیں اس کے ذریعہ بخوبی ادا ہوسکتی ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اپنی اسلامی برادری کے اخبار واحوال پر مطلع ہونے اور مطلع کرنے کا اہتمام اسی لئے فرماتے تھے کہ مطلع ہو کر مظلوم کی دادرسی بیمار کی عیادت ضعفاء کی اعانت محتاجوں کی امداد کرنے کے لئے ہر قسم کے مادی وروحانی ذرائع استعمال کئے جائیں اور اگر کسی مادی امداد پر قدرت نہ ہو تو کم از کم دعا کے ذریعہ اس کے شریک غم ہو جائیں۔ یہی تمام اسلامی تعلیمات کی روح اور مسلمانوں کی ترقیات عارضہ کا اصل راز ہے۔ امت مسلمہ کے احوال سے باخبر رہنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ تھی۔ جیسا کہ شمائل ترمذی کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی خبر گیری فرماتے تھے اور لوگوں سے ان واقعات کو دریافت کرتے تھے، جو لوگوں میں پیش آتے تھے۔ اور انہیں سے اچھی باتوں کی بھلائی اور بری باتوں کی برائی اور صفت بیان کرتے تھے۔(روایت حسن بن علیؓ من ہند بن ابی ہالہ)

اور حضرت انس ایک روایت میں فرماتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے کسی بھائی کو دیکھتے کہ تین روز سے نہیں ملے تو لوگوں سے پوچھتے تھے کہ وہ کہاں ہیں پھر اگر وہ سفر میں گئے ہوتے تو ان کے لئے دعا فرماتے اور اگر حاضر ہوتے تو ان کی ملاقات کو تشریف لے جاتے اور مریض ہوتے تو علاج پرسی کرتے تھے۔(رواہ ابو یعلی کنز العمال ص ۳۰، ج ۴)

یہ دونوں حدیثیں اسوۂ نبوت میں خبروں کی تفتیش اور صحابہ کے واقعات اور حالات پر اطلاع کے پورے اہتمام کا اعلان کر رہی ہیں۔ اور آج کل حالات پر اطلاع کے ذرائع یہی آلاتِ جدیدہ واخبارات وغیرہ ہیں۔(تلخیص جواہر الفقہ ص ۴۶۰ تا ۴۶۲، ج ۲)

نشر واشاعت کے چند اہم ولازمی اصول:

(۱) جو واقعہ کسی شخص کی مذمت پر مشتمل ہو اس کو اس وقت تک ہرگز شائع اور نشر نہ کیا جائے جب تک کہ حجت شرعیہ سے اس کا کافی ثبوت نہ مل جائے کیونکہ جھوٹا الزام وافتراء کسی کافر پر بھی جائز نہیں۔

(۲) یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ اس معاملہ میں حجت شرعیہ کے لئے کسی افواہ کا عام ہونا کسی اخبار کا لکھ دینا ہرگز کافی نہیں۔ بلکہ ثبوت شرعی ضروری ہے۔ البتہ اگر خبر کسی مذمت یا عیب جوئی ومضرت پر مشتمل نہ ہو تو کسی اخبار وغیرہ سے نقل کر کے اس کو شائع کر دینے کی اجازت ہے۔

(۳) کسی شخص کے عیب یا گناہ کا واقعہ اگر حجت شرعیہ بھی ثابت ہو جائے اس کی نشر و اشاعت جائز نہیں بلکہ اس وقت اسلامی فریضہ ہے کہ خیر خواہی سے تنہائی میں سمجھائے اگر اس پر بھی نہ مانے تو قدرت ہو تو روک دے ورنہ کلمۂ حق پہنچا کر اپنے فریضہ سے سبکدوش ہو جائے کیونکہ مسلمانوں کے عیوب کی پردہ پوشی کا حکم ہے۔

(۴) کسی مسلمان کا ایسا عیب و گناہ جو حجت شرعیہ سے ثابت ہو جس کا نقصان اپنی ذات کو پہنچتا ہو اور یہ اس سے مظلوم ٹھہرتا ہو تو پھر اس برائی کو شائع کرنا درست ہے۔

(۵) اگر کسی اخبار وغیرہ میں کوئی قابل تردید مضمون کسی شخص کے نام سے شائع ہو تو اس کے جواب میں صرف اس پر اکتفاء کیا جائے کہ فلاں اخبار نے یہ لکھا ہے اس کا جواب یہ ہے اس شخص کی ذات پر کوئی حملہ نہ کیا جائے۔ کیونکہ ابھی کسی حجت شریعہ سے ثابت نہیں ہوا کہ واقع میں یہ مضمون اسی شخص کا ہے۔

(۶) جو خبر کسی شخص کی مذمت اور ضرر پر مشتمل نہ ہو اس کی نشر و اشاعت جائز ہے بشرطیکہ اس کی اشاعت سے کسی مسلمان کی مصلحت خاصہ یا مصالح عامہ کے خلاف نہ ہو۔ الخ

(۷) خلاف شرع مضامین اور ملحدین کے عقائد باطلہ اول تو شائع نہ کئے جائیں اور اگر کسی ضرورت سے اس کی اشاعت کی نوبت آئے تو ان کی تردید اور شافی جواب ضرور شائع کر دئے جائیں۔

(۸) اگر مسلمانوں پر کافروں کے ظلم کی خبر شائع کرنا ہو تو جب تک اس ظلم کا ثبوت شرعی طریقہ سے نہ ہو تو اس کو اسطرح شائع و نشر کیا جائے کہ فلاں مقام کے مسلمانوں پر مظالم ہو رہے ہیں ان مظالم کا انسداد کیا جائے ان کے لئے جانی و مالی تعاون کیا جائے۔

(۹) خبروں کو ترتیب دینے والا علوم اسلامیہ پر عبور رکھتا ہو یا کم از کم علماء سے رجوع کرنے کا پابند ہو اور مذہب سے ہمدردی رکھنے والا ہو۔

(۱۰) ایسی کتاب کا جو دین کے لئے مضر ہو یا ایسی دوا کا جو شرعاً حرام ہو یا کسی ایسے کاروبار کا جو شرعاً ناجائز ہو۔ اشتہار وغیرہ نہ دیا جائے۔

حاصل یہ کہ اشتہارات دینے میں جواز و عدم جواز کا پہلو خاص طور پر پیش نظر ہے۔ (تلخیص از جواہر الفقہ ص ۴۶۴ تا ۴۷۱، ج ۲)

آلات جدیدۃ کے اقسام و احکام:

(قسم اول)

وہ آلات جو صرف ناجائز اور غیر مشروع کاموں ہی میں استعمال ہو سکتے ہوں جیسے آلات قدیمہ میں ستار، ڈھولکی، ہارمونیم وغیرہ۔ اور آلات جدیدہ میں اس قسم کے آلات لہو و طرب جو صرف ناجائز امور ہی میں استعمال ہو سکتے ہوں مثلاً بینڈ باجہ، موسیقی وغیرہ۔

(حکم)

اس قسم کے آلات کا استعمال مطلقاً ناجائز ہے۔ مباح کام کے لئے بھی استعمال کرنا جائز نہیں مثلاً کسی مباح نظم یا نعتیہ اشعار کا ہارمونیم

موسیقی بینڈ باجہ وغیرہ کے ساتھ گانا اسی طرح ناجائز ہے جیسے عام غزلوں اور فحش کلام کا گانا۔(آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص ۱۵)

(قسم دوم)

وہ آلات جو جائز کاموں میں بھی استعمال ہوتے ہیں اور ناجائز کاموں میں بھی جیسے، جنگی اسلحہ اسلام کی تائید وحمایت میں بھی استعمال ہوتا ہے اور مخالفت میں بھی جیسے ٹیلی فون، موٹر، ہوائی جہاز، یہ ہر قسم کی جائز وناجائز عبادت ومعصیت میں استعمال ہو سکتے ہیں۔

(حکم)

جائز کاموں میں اس کا استعمال جائز ناجائز کاموں میں اس کا استعمال ناجائز ہے۔طاعت کے کاموں میں طاعت معصیت کے کاموں میں معصیت مثلاً مائک، ٹیلی فون اگر ان کو احکام دین وعظ ونصیحت، عام مسلمانوں کی کوئی ضرورت کی چیز دور کے سامعین کو پہنچائی جائے تو یہ جائز بلکہ موجب ثواب ہے۔اور اگر اس کو گانے بجانے اور ناجائز غیر مشروع کلام کو پہنچانے میں استعمال کیا جائے تو ناجائز اور موجب گناہ ہے۔(آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص ۱۶،۱۵)

(قسم سوم)

وہ آلات جن کی وضع لہو وطرب کے لئے نہیں اور نہ ہی عموماً ان کو آلات لہو وطرب سمجھا جاتا ہے۔اور ان کا استعمال جائز ومفید کام کے لئے بھی ہوتا ہے، اور ناجائز کام کے لئے بھی لیکن اکثر لوگ ان کو اپنی بدمذاقی کی وجہ سے ناجائز امور مثلاً رقص وسرور گانا بجانا میں استعمال کرتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ ایک حد تک جائز ومفید کاموں کے لئے بھی ان کا استعمال ہوتا ہے، جیسے ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ وغیرہ۔

(حکم) الف:

اس کا حکم بھی دوسری قسم کا حکم ہے جائز ومفید کاموں میں اس کا استعمال جائز اور ناجائز کاموں میں ناجائز اس کی صنعت، تجارت وغیرہ مطلقاً جائز ہے، بشرطیکہ اپنی نیت جائز کاموں کی ہو اگرچہ خریدنے والا اس کو ناجائز کاموں میں استعمال کرے۔(آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص ۱۴)

(ب)

ریڈیو پر تلاوت قرآن جائز ہے بشرطیکہ جس مجلس میں تلاوت کی جائے وہاں کوئی چیز احترام قرآن کے خلاف نہ ہو۔مثلاً فسق وفجور شور وشغب کی مجلس نہ ہو۔(جواہر الفقہ ص ۱۶۱ آلات جدیدہ کے شرعی احکام ص ۱۶۱)

(ج)

ریڈیو پر تلاوت سننے والوں پر بھی واجب ہے کہ جب تلاوت کی جائے تو سارے لوگ بالکل خاموش ہو کر قرآن کی طرف متوجہ ہوں۔ اگر سننے کی مجلس میں شور وشغب فسق وفجور ہو اور تمام لوگ قرآن کی طرف متوجہ نہ ہوں تو ایسی مجلس میں قرآن سننا بے ادبی اور ناجائز ہے۔

لیکن ان کے بے جا وغلط استعمال کرنے کی ذمہ داری خود استعمال کرنے والوں پر ہے۔اور تلاوت نشر کرنے والے کو اس کا ذمہ دار نہیں کہا جا سکتا۔(جواہر الفقہ آلات جدیدہ ص ۳_۱۶۲)

(قسم چہارم)

وہ آلات جو جائز اور ناجائز دونوں طرح کے کاموں میں استعمال ہو سکتے ہیں لیکن عادۃ ان کو لہو ولعب و ناجائز کاموں ہی میں استعمال کیا جاتا ہے۔اور مفید و جائز کاموں میں ان کا استعمال نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔جیسے گراموفون وغیرہ۔

(حکم) الف:

جو کام الصالۃً حرام ہیں مثلاً عورت کا گانا، کسی مسلمان کی غیبت یا اس پر بہتان یا کوئی جھوٹ وغیرہ میں اس کا استعمال ناجائز ہے۔لیکن جو کام اصالۃً مباح ہیں۔مثلاً سچی خبروں کا نشر کرنا وغیرہ اس میں اس کا استعمال فی نفسہ جائز ہے۔کیونکہ لوگوں کے عام طور سے لہو ولعب اور ناجائز کاموں میں استعمال کرنے سے ایسے آلات اپنی ذات سے آلات طرب ومزامیر وملاھی محرمہ میں داخل نہیں ہوں گے۔اس لئے کسی مباح کام میں استعمال فقط اس آلہ کی وجہ سے بغیر کسی عارضی کراہت یا ممانعت کے ناجائز نہ ہوگا۔

(ب)

اور اگر ایسے آلات کو بلا ضرورت محض تفریحاً استعمال کیا جائے تو یہ ایک قسم کا لہو ولعب ہے اگرچہ لہو حرام نہ سہی مگر اسلام نے اس قسم کے لہو سے اجتناب کی تعلیم دی ہے جو انسان کے لئے مفید نہ ہو۔عن حسن اسلام الالمرء ترکہ مالا یعنیہ۔الغرض خارجی عوارض سے قطع نظر کرتے ہوئے جائز کام کے لئے اس آلے کا استعمال جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے۔

(ج)

غالب استعمال ناجائز حرام ولہو ولعب میں ہونے کی وجہ سے جائز صورت بھی ناجائز کے مشابہ ہو جاتی ہے۔جس کی وجہ سے جائز وناجائز، حلال وحرام میں التباس ہو جانے کی وجہ سے بہت سے مفاسد کا وجود ہوتا ہے۔اسے لئے سد ذرائع کے طور پر جائز صورت بھی ناجائز قرار دی جائے گی۔جیسا کہ فقہاء نے شرف کے برتنوں کو دسترخوان پر شراب کے برتنوں کی طرح رکھنا۔محض اسی صوری مشابہت کی وجہ سے ممنوع قرار دیا جائے۔لیکن یہ ممانعت چونکہ عارضی ہے۔اس لئے اگر کسی وقت یا کسی خاص جگہ میں یہ عارضی وجہ ممانعت موجود نہ ہو مثلاً کسی زمانے میں اس کا عام استعمال لہو ولعب میں نہ رہے یا کسی ملک یا کسی خاص شہر میں ایسا ہو جاوے تو وہاں اپنے اصلی حکم پر جائز سمجھا جائے گا۔

(د)

ایسے آلات پر قرآن مجید کا سننا نشر کرنا سب ناجائز ہے اول تو اس لئے کہ عام مباح کلام کو بھی بلا ضرورت اس سے سننا جائز نہیں تو

قرآن مجید کو اس سے سننا بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگا۔ کیونکہ قرآن مجید کو اس سے سننے کی کوئی ضرورت نہیں دوسرے اس لئے کہ اگرچہ یہ آلات مزامیر ملاہی محرمہ میں داخل نہیں لیکن اس میں شبہ نہیں کہ بے ضرورت کوئی کلام اس سے نشر کرنا اور سننا ایک قسم کا لہو ولعب ہے اور اگر لہو ولعب نہ ہو تب بھی تشبہ ہے لہو ولعب کے ساتھ اور لہو ولعب اگر دوسرے مباح کلام میں کسی وقت جائز بھی سمجھا جاتا ہے قرآن مجید کے ساتھ کسی وقت اور اور کسی حال میں جائز نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ قرآن مجید کی تلاوت عبادت ہے اور عبادت کو لہو ولعب بنانا سخت حرام ہے۔ نیز یہ ایک قسم کی توہین ہے کلام الٰہی کی کہ لہو ولعب کے موقع پر لہو ولعب کی صورت سے اس کی تلاوت کی جائے۔ یہ تو کلام الٰہی ہے فقہاء نے تو مطلقاً الحمد اللہ سبحان اللہ وغیرہ الفاظ کو بھی ایسے موقع پر کہنے کو ناجائز لکھا ہے۔ جہاں مقصود تسبیح وتحمید بلکہ کوئی دوسرا کام مقصود ہو جیسے سوداگر کسی چیز کو فروخت کرنے کے وقت خریدار سے کہے سبحان اللہ کیا اچھی چیز ہے۔ یہ سبحان اللہ محض اپنی چیز کی رونق بڑھانے کے لئے بے محل بولا گیا اس لئے ناجائز ہے اس جزئیات پر نظر کرنے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر بالغرض یہ لہو ولعب بھی نہ ہو تب بھی قرآن مجید کا اس آلہ سے نشر کرنا اور سننا جائز نہ ہوگا کیونکہ بے محل اور بے موقع ہے اگر ذرا انصاف سے حالات کا معائنہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آج کل عموماً قرآن مجید کو نشر کرنا محض تفریح طبع کے لئے ایسا ہی رکھا جاتا ہے جیسے مختلف قسم کی گیت اور مختلف گانے والی فواحش کی آوازیں رکھی جاتی ہیں۔ کس قدر غیرت کا مقام ہے کہ قرآن مجید کو بھی رنڈیوں کے گانوں کے ساتھ ہم پلہ کرکے رکھا جائے۔ اور جہاں ابھی ابھی گوہر جان ننھی جان کی مجلس رقص وسرور گرم تھی وہیں۔ اب محض ذائقہ بدلنے کے لئے قاری صاحب کی اعوذ باللہ شروع کردی جائے۔ آلہ سے علیحدہ ہوکر اگر اصل واقع میں بھی ایسا کیا جاتا کہ مجلس رقص وسرور میں مختلف رنڈیوں قوالوں کے ذیل میں قاری صاحب کو موقع دے کر نوازا جاتا تو کسی مسلمان کی غیرت وحمیت تقاضہ کرتی کہ اس طرح قرآن مجید سنے اور سنائے۔ کیا قرآن مجید کی صاف توہین نہ تھی؟ (آلات جدیدہ کی شرعی احکام ص ۱۳۱ تا ۱۳۵)

ٹیلیویژن کی بنیادی اور غیر معمولی خصوصیات:

نمبر ۱: ٹیلیویژن کی خبروں میں سب سے پہلے ملکی پھر عالمی خبریں پھر نمائندوں کی خصوصی رپورٹ پیش کی جاتی ہیں اس دوران وقفہ وقفہ سے اشتہارات عریاں ونیم عریاں تصویروں کے ساتھ دکھائے جاتے ہیں۔ اس کے بعد آرٹ، ادب کھیل وتفریح سے متعلق خبریں ہوتی ہیں، لیکن ان تمام خبروں میں پروپیگنڈہ کی روح جاری وساری رہتی ہے۔

نمبر ۲: قتل وخون، موٹروں کے حوادث، جنگ، قحط اور بھوک مری کے مناظر میں بیشتر کی تفصیل نہیں دی جاتی کہ ان کا یاد کرنا مشکل ہوجائے، بلکہ مشاہدین اور سامعین دونوں ہی کو صرف یہ تأثر دیا جائے کہ یہ حادثہ رونما ہوا۔

نمبر ۳: ان خبروں کے بعد اقتصادی خبریں ہوتی ہیں جن میں ڈالر اور سونے کے بھاؤ ہوتے ہیں، ان خبروں سے اعصابی تناؤ کا ہونا فطری ہے،

نمبر ۴: پھر ایسی خبریں ہوتی ہیں جو اعصابی تناؤ کو کم کردیں، مثلاً گھٹیا درجہ کی جنسی کہانیاں، عصمت دری کی خبریں، فلمی اداکاروں کے عشق وعاشقی کے واقعات، اور فیشن شو کے نام پر عریاں عریاں مناظر وغیرہ۔

نمبر۵: ہر لفظ اور ہر جملہ کا انتخاب ایسا ہوتا ہے جو مشاہدین اور سامعین کے دل و دماغ پر دیرپا اثرات چھوڑے یعنی ہر ہر لفظ اور ہر تصویر کا زاویہ اپنے اندر اور باہر مخصوص پیغام رکھتا ہے۔

نمبر۶: آواز اور تصویر دونوں کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ اس سے نفسیاتی کشمکش اور مضطرب فضاء پیدا ہو اور بضرورت اس طرح کی کیفیت کا ازالہ کیا جاسکے۔

نمبر۷: خبروں کو اس زاویہ سے پیش کیا جائے جیسا دماغی غسل کے ماہرین کی مرضی ہوتی ہے۔

نمبر۸: ٹیلیویژن ایسے پروگرام پیش کرتا ہے کہ انسان خواہی نخواہی ان کو پسند کرنے پر اس طرح مجبور ہوتا ہے کہ گویا اس کے سوا کوئی چارہ کار ہی نہیں۔

نمبر۹: اور اپنے مقصد کے پیش نظر ان سیاستدانوں کے اقوال اور اخباری بیانات پیش کرتا ہے جو اس کے نقطہ نظر کی تائید کریں۔

نمبر۱۰: اس کے اہلکار عموماً یہ فرض کر کے اپنی رائے قائم کرتے ہیں کہ رائے عامہ ہمارے تصرفات اور آراء کی تائید کرے گی۔ اور بڑی ذہانت سے رائے عامہ جاننے کے لئے سوالات کا سانچہ تیار کرتے ہیں مثلاً یوں کہتے ہیں کہ ۸۵% امریکیوں کا خیال ہے کہ وہ مستند خبروں کے لئے ٹیلیویژن پر اعتماد کرتے ہیں آپ کی کیا رائے ہے؟ متوقع جوابات مثبت صورت میں ملیں گے۔

نمبر۱۱: راستہ چلتے کسی شخص سے اس طرح کے سوالات وجوابات نشر کر کے اس کو رائے عامہ کا نام دے دیا جاتا ہے جس سے عام لوگ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

نمبر۱۲: انسان کے قوائے فکر کو ناکارہ بنا کر اسے جنسی جذبات وخواہشات کے سمندر میں غرق کر دیا جاتا ہے، اور آدمی یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ ہر جگہ ہر انسان جنسی لذت اندوزیوں میں منہمک ہے۔

۱۳۔ تصویر اس درجہ مؤثر اور سحر انگیز ہوتی ہیں کہ مشاہد کی تمام تر توجہ اپنی طرف مبذول کر لیتی ہیں، سابقہ معلومات سے مربوط ہر لحہ آواز اور تصویر کے مناظر بدلتے رہتے ہیں ایسی صورت میں دماغ جس کا کام واقعات کا تجزیہ اور تحلیل ہے وہ اپنا کام انجام دینے سے قاصر رہتا ہے۔

۱۴۔ ٹیلیویژن پر دکھائی جانے والی فلموں میں بچپن کے ماحول کا اس طرح پیش کیا جاتا ہے جیسے وہ بڑے خوشگوار دن تھے۔ نیز کسی مراہق کی اپنی پڑوسن لڑکی سے تعلقات کو بڑے البیلے انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس طرح ایک بوڑھا خود کو بچہ اور ایک بچہ خود کو راہِ عشق کا تجربہ کار سمجھنے لگتا ہے۔

۱۵۔ دینی، اخلاقی اور معاشرتی قدروں کی ایک ایک کر کے بخیہ ادھیڑ کر نئے (آزاد) رشتوں کی تقدیس اور افادیت پر مفید (مہلک) روشنی ڈالی جاتی ہے۔

۱۶۔ نوخیز نسل کے متعلق جو پروگرام ہوتے ہیں ان میں جانوروں کو اشرف المخلوقات کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے، ستاروں اور سیاروں کی

پرستش آفتاب و ماہتاب اور زمین کی تقدیس کے لئے ذہن سازی کی جاتی ہے قوت اور تشدد کو استعمال کر کے یہ باور کرایا جاتا ہے، کہ طاقت اور دولت ہی سے ہر چیز حاصل ہے اور ناممکن ممکن ہو جاتا ہے، نہ کہ اخلاقی قدروں سے۔

۱۷۔ گھروں میں والدین کو بچوں سے غافل ماں کو اپنے دوستوں اور باپ کو اپنے گرل فرینڈز کے ساتھ مصروف دکھایا جاتا ہے۔ اور اولاد پر والدین کا تسلط بے جا دکھایا جاتا ہے، ایسا جوان کی آزادی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔

۱۸۔ ایک فلم میں دولتمند باپ کو گھر سے باہر مصروف دکھایا جاتا ہے، جو گھر سے بالکل بے خبر رہتا ہے، محبت و شفقت سے محروم بیوی بچے اس خلاء کو اپنے پسندیدہ طریقے سے پورا کرتے ہیں، یعنی اپنا اپنا دوست تلاش کر لیتے ہیں، اور ایسا کرنے میں وہ حق بجانب ہوتے ہیں، دوسری فلم میں ایک لڑکی کو اپنے باپ پر حاوی دکھایا جاتا ہے، ایک فلم میں بھائی بہن دوسری میں باپ بیٹی کو جنسی تعلقات قائم کرتے ہوئے اسی طرح ماں کو اپنے بیٹے کے ساتھ اختلاط کرتے دکھایا جاتا ہے۔

دماغی غسل کے نتائج جب خاطر خواہ سامنے آنے لگے تو فلموں اور ٹی وی سیریز میں مشاہدین کے سامنے تین صورتیں پیش کی جانے لگیں،

۱: اونچی سوسائٹی اور بلند معیار زندگی تک رسائی میں ناکامی سے مایوس ہو کر نفسیاتی اعتبار سے اپنے کو شکست خوردہ تسلیم کر لیں اور آخری چارہ کے طور پر منشیات کا سہارا لیں، بجائے اس کے کہ خود اعتمادی کی زندگی اختیار کریں،

۲: بڑی سوسائٹی کو چھوٹی سوسائٹی میں تقسیم کر دیا جائے، اس تجویز کو عملی شکل میں اس طرح لایا جا رہا ہے کہ بڑے بڑے ملکوں کو علاقائی، قبائلی نسل، قومی اور انسانی بنیادوں پر تقسیم کیا جا رہا ہے۔

۳: فرد اپنے کو اجتماعی اور سماجی زندگی سے الگ کرے وہ ٹیلیویژن کی پناہ میں اپنے کو رکھ کر اجتماعی زندگی سے دور تنہائی نہ محسوس کرے۔

(ماخوذ مغربی میڈیا اور اس کے اثرات ص ۲۹۶ تا ۳۰۵)

خلاصۂ جواب:

۱: تصویر شریعت میں کسی حیوان کا پائدار و مستقر ایسا نمونہ تیار کرنے کا نام ہے۔ جو اس حیوان کی پوری شکل و صورت کو واضح کر دے۔ وہ نمونہ خواہ مجسم ہو یا غیر مجسم۔ (کما فی موسوعۃ الفقھیۃ ج ۱۲، ۹۳ تا ۹۴)

۲: ٹیلی ویژن کی اسکرین پر آنے والی صورتوں پر تصویر کا اطلاق نہیں ہوگا۔ کیونکہ تصویر وہ ہوتی ہے جو کسی چیز پر علیٰ صفت الدوام ثابت اور مستقر ہو اور جو کسی چیز پر ثابت و مستقر نہیں وہ تصویر نہیں بلکہ وہ عکس ہے، لیکن دکھائی جانے والی چیز اگر پہلے سے تصویر کی شکل میں موجود ہو تو اسکرین پر نظر آنے والی شکل تصویر نہیں۔ بلکہ تصویر کا عکس ہوگا، اور جس کا عکس دکھایا جا رہا ہے وہ تصویر ہوگی۔

(درس ترمذی تکملۃ فتح الملہم موسوعۃ)

۳: بالفرض اگر ٹی وی اسکرین پر آنے والی صورتوں کو تصویر مانا جائے تو من حیث التصویر اس کی حرمت ظنی ہوگی قطعی نہیں کیونکہ وہ غیر سایہ دار ہوتی ہے، کیمرے سے بنی ہوتی ہے، پیٹ و سینہ کٹی ہوتی ہے۔ جس کا مختلف فیہ و مجتھد فیہ ہونا بیان ہو چکا۔ اور مجتھد فیہ کی حرمت قطعی

نہیں بلکہ ظنی ہوتی ہے۔(کمافرتفصیلہ)
۴: موجودہ حالات میں ٹیلی ویژن کا اکثری استعمال منکرات وفواحش ومخرب اخلاق مناظر کے لئے ہوتا ہے۔اوران منکرات کے ساتھ ساتھ جب دینی احکام اوراسلامی تعلیمات کونشر کیا جائے گا تو اسلامی احکام وتعلیمات کی توہین ہوگی نیز اس کا نفع معدوم اورنقصان متعین ہوگا۔لہٰذا موجودہ حالت میں ٹیلی ویژن پر اسلامی احکام وتعلیمات کی نشرواشاعت احتراماً وسداًللباب جائز نہیں۔
البتہ اگر اسلامی احکام کونشر کرنے کے وقت ٹیلی ویژن کو تمام منکرات سے خالی کردیا جائے یہاں تک کہ کسی قسم کے اشتہارات ودیگر جائز مناظر بھی اس وقت نہ نشر کیے جائیں بلکہ صرف اسلامی پروگرام نشر کیا جائے تو گنجائش معلوم ہوتی ہے۔کمافی الریڈیو۔(مرتفصیلہ)
ٹیلی ویژن کی ضرورت۔اضطراراورضرورت اصطلاحی کے درجہ میں نہیں بلکہ حاجت کے درجہ میں ہے اور حاجت مختلف فیہ ومجتھد فیہ امور میں موجب یُسر وسہولت ہوتی ہے۔لیکن غیرمختلف فیہ میں باعث یُسر نہ ہوگی۔اورموجودہ حالات میں ٹیلی ویژن کی حرمت تقریباً متفق علیہ ہے۔لہٰذا ضرورت موجودہ کی وجہ سے ٹیلی ویژن کی گنجائش نہیں۔
نیز ضرورت غیرمشروع طریقہ کار کی اباحت کا سبب اس وقت ہوتی ہے جبکہ غیرمشروع طریقہ کے ارتکاب سے ضرورت پوری ہوجائے لیکن اگر غیرمشروع طریقہ کے ارتکاب سے ضرورت پوری نہ ہو بلکہ اس ضرورت میں مزید اضافہ ہوجائے تو اس وقت ضرورت اباحت کا سبب ہرگز نہ ہوگی۔(کمافرتفصیلہ)
اورموجودہ حالات میں ٹیلی ویژن کے استعمال سے ضرورت میں اضافہ کا ہونا متعین ہے۔لہٰذا ان حالات میں اس کی گنجائش ہرگز نہیں۔
(مرتفصیلہ)

ب: دوسرے جائز ذرائع ابلاغ مثلاً ریڈیو،انٹرنیٹ واخبارات وغیرہ سے پورے طور پر نہ سہی لیکن کچھ نہ کچھ روک تھام ہوسکتی ہے۔
نمبر۵: ہماری فہم ناقص کے مطابق ٹیلی ویژن اصالتہً اور مرضعاً آلۂ لہوولعب نہیں بلکہ اس وقت اس کا غالبی اوراکثری استعمال لہوولعب میں ہے۔لہٰذا اگر اس میں تبدیلی کی جائے اور منکرات سے خالی کیا جائے تو اس وقت استعمال کی گنجائش نکل سکتی ہے۔کمافی الریڈیو
(مرتفصیلہ)
نمبر۶: مسلمانوں کا اپنا علاحدہ اسلامی ٹی وی چینل قائم کرنا جس کی نگرانی ماہر ومتدین علماء کرام کی مجلس کے سپرد ہوتو گنجائش ہے۔اوراس کے حدود کی تعین متدین علماء کرام کی مجلس نتیجہ کرلے گی۔
اوراس کے مختصراور بنیادی اصول ذکر بھی کردیئے گئے ہیں۔(مرتفصیلہ)
نمبر۷: موجودہ حالات میں ٹی وی کے استعمال کی گنجائش نہیں البتہ وی ڈی کیسٹ کے ذریعہ جائز ومفید امور کی اشاعت کے لئے گنجائش معلوم ہوتی ہے۔(کمافی درس ترمذی ج۵ ص۳۵۲،وتکملۃ فتح الملہم)
نمبر۸: انٹرنیٹ کو جائز مقاصد کے لئے جائز طریقہ پر استعمال کرنا جائز ہے۔اورانٹرنیٹ کے پروگرام دونوں طرح کے ہوتے ہیں جائز

مفید و معلوماتی۔ اور دوسرے منکرات و فواحش پر مشتمل لیکن ان کا انتخاب استعمال کرنے والے کے اختیار میں ہوتا ہے، للهذا اس کا حکم ریڈیو کا حکم ہوگا۔

نمبر۹: درست ہے۔

نمبر۱۰: مذکورہ مضامین باتصویر شائع کرنے میں اگر تصویر حقیقتاً ہوں تو ان مضامین کی اہانت ہے۔ جو حرام ہے۔ اور اگر ان تصاویر پر شرعاً تصویر کی تعریف صادق نہ آتے تو بھی مناسب نہیں کیونکہ اس سے لوگوں کے دلوں سے تصاویر کی قباحت نکل جائے گی، جس کا باقی رکھنا شرعاً مقصود ہے۔

مأخذ و مراجع:

نمبر۱: معارف القرآن

نمبر۲: فتح الباری، نمبر۳: تکملۃ فتح الملہم، نمبر۴: شرح مسلم للنووی، نمبر۵: فیض الباری، نمبر۶: مرقات شرح مشکاۃ، نمبر۷: درس ترمذی، نمبر۸: شامی، نمبر۹: شرح نقایہ، نمبر۱۰: موسوعۃ الفقھیہ، نمبر۱۱: تحفۃ المحتاج، نمبر۱۲: حاشیۃ الدسوقی، نمبر۱۳: شرح الزرقانی علی مؤطا امام مالک، نمبر۱۴: اوجز المسالک، نمبر۱۵: جواہر الفقہ، نمبر۱۶: احسن الفتاویٰ، نمبر۱۷: آلات جدیدہ کے شرعی احکام، نمبر۱۸: الفقہ الاسلامی، نمبر۱۹: حلال وحرام، نمبر۲۰: جدید فقہی مسائل، نمبر۲۱: تیسیر الأصول، نمبر۲۲: حامی، نمبر۲۳: اصول الشاشی، نمبر۲۴: مصطلحات الالفاظ الفقھیہ، نمبر۲۵: مغربی میڈیا اور اس کے اثرات، نمبر۲۶: نوجوان تباہی کے دہانے پر، نمبر۲۷: ودیگر کتب ورسائل، دار العلوم دیوبند ضیاء الاسلام، سہارا، نمبر۲۸: المغنی لابن قدامہ حنبلی۔

کتبہ محمد عثمان بستوی

مدرسہ ریاض العلوم گورینی، جونپور، یوپی ۳۰/ص، ۱۴۲۶ھ

مقالہ نگار سے خصوصی گزارش

جملہ مقالہ نگار حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنے مقالات صاف ستھرا خوشخط لکھائی کے ساتھ اگر ممکن ہو تو کمپیوٹر سے کمپوز کر کے صحیح پروف شدہ حوالہ جات کے ساتھ بروقت براہ راست ای میل ایڈریس: almarkazulislami@maktoob.com یا ڈاک کے ذریعے روانہ کریں اگر کمپوز ہو تو ایک عدد سی ڈی بھی ارسال کریں..... شکریہ

زراعت کی حوصلہ افزائی

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''مسلمان جو پودا اُگاتا ہے اور پھر اس میں سے کوئی انسان، جانور یا کوئی اور چیز کھالے یا چوری کریں تو وہ ضرور اس کے لئے صدقہ بن جاتا ہے''۔ [صحیح مسلم (۵۵۲): کتاب المساقاۃ (۲۲): باب فصل الغرس والزروع (۲): عن جابر]

☆.....☆.....☆.....☆.....☆